International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

The Role of Eastern Languages in the Formation of Urdu and the Future Scenario

اُردو کی تشکیل میں مشرقی زبانوں کا کردار اور مستقبل کا منظر

ڈاکٹر عبدالستار ملک

استاد شعبۂ اردو ،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد abdul.sattar@aiou.edu.pk-at

Abstract

Urdu is a language with mixed temperament and multilingual influences. It is the most popular language of South Asia. Urdu, like a fertile and developing language, has taken advantage of the developed eastern languages of the world during its formative stages. Due to this borrowing, Urdu has the flavor and reflection of Eastern languages. Arabic is a religious language and Persian is a language of culture and power, which influenced Urdu the most. Since the Turkish was mother tongue of the Mughals, it was imperative to influence Urdu during the reign of Mughals; however, due to Persian being the language of court, government affairs and education, its effects were relatively less is depicted.

Key words: Urdu and Oriental languages, Urdu and Arabic, Urdu and Persian, Urdu and Turkish

اردو امتزاجی مزاج اور کثیر اللسان اثرات کی حامل زبان ہے۔ یہ جنوبی ایشیا کی سب سے مقبول زبان ہے۔اردو نے ایک زرخیز اور ترقی پزیر زبان کی طرح اپنی تشکیلی مراحل پر دنیا کی ترقی یافتہ مشرقی زبانوں سے بھرپور اخذ و استفادہ کیا۔اس مستعاریت کی وجہ سے اردو مشرقی زبانوں کا ذائقہ اور عکس پوری طرح موجود ہے۔ عربی ایک مذہبی اور فارسی ایک تہذیبی اور اقتدار کی زبان ہونے کے ناطے اردو پر سب سے زیادہ اثرانداز ہوئیں۔ ترکوں چونکہ مغلوں کی مادری زبان تھی،اس لیے مغلوں کے دورِ حکومت میں اس کا اردو پر اثرانداز ہونا لازمی امر تھا،تاہم دربار،امورِ حکومت اور تعلیم کی زبان فارسی ہونے کی بنا پر اس کے اثرات نسبتاً کم رہے۔اس مضمون میں ماضی کے ساتھ حال میں بھی ان زبانوں کے اردو سے روابط کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

اُردو اور عربی:

اُردو کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے اپنے خدوخال درست کرنے اور اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرنے کے لیے عربی اور فارسی جیسی علمی اور ترقی یافتہ زبانیں میسر آئیں۔ عربی زبان اگر سامی السنہ ہے اور اُردو ہند آریائی، لیکن عربی کے مذہبی اور علمی زبان ہونے کی وجہ سے اُردو نے اس سے بہت استفادہ کیا۔ عربی زبان کا اثر صرف چند الفاظ تک محدود نہیں بلکہ اشتقاق کی بعض صورتیں اور دیگر لسانی خصوصیات بھی جو خاص عربی کا خاصہ ہیں؛ فارسی کے توسط سے اردو میں داخل ہوئیں۔اُردو میں مستعمل عربی ذخیرۂ لسان کی ایک طویل فہرست ہے جس میں مذہبیات کے ساتھ سماجی و معاشرتی اور تعلیمی وادبی تمام شعبوں سے متعلق ذخیرۂ الفاظ کی کثیر تعداد موجود ہے۔سید احمد دہلوی کے مطابق فرہنگِ آصفیہ میں شامل کل الفاظ میں عربی الفاظ کی تعداد "٧٥٨٤" ہے۔[(١)]

اُردو کا رسم الخط عربی ہے جسے مقامی آوازوں کی ادائیگی کے لیے حروف کی ایجاد و اختراع اور اضافے کے ساتھ اختیار کر لیا گیا۔ عربی حروف تہجی اور الفاظ کے ادغام سے اُردو کی لسانی قوت کئی گنا بڑھ گئی۔ عربی کے لسانی ذخیرے سے اسما و صفات، مرکبات، محاورات اور ضرب الامثال کی کثیر تعداد نے اُردو میں دخیل ہو کر اس کی شان و شوکت اور جن میں اضافہ کر دیا۔ اگر اس تنوع پر نظر ڈالیں تو ایک جہانِ معنی آباد ہے۔ مثلاً :

اَفعال، تَفعِیل، تفعُّل، مُفاعَلَہ، تَفاعُلُ، اِفتِعَال، اِستِفعَال، انُفِعَال کے الفاظ کثرت سے ہیں۔ اسمِ فاعل (عالم)، اسمِ مفعول (معشوق) اسمِ صفت میں (شریر)، اسمِ تفصیل (اکثر)، اسمِ مبالغہ (علامہ) اسمِ ظرف (مسجد)، اسمِ آلہ (میزان) اسمِ عدد (والدین)، جنس (طالبہ) وغیرہ۔ اسی طرح مرکبِ اضافی (راقم الحروف)، مرکبِ توصیفی (صدقہ جاریہ)، جار مجرور (فی الحال) وغیرہ۔ تاہم ایسی تراکیب میں نحوی تعلق عربی کے اصول پر نہیں بلکہ فارسی و اُردو کے اصول پر ہے۔

مرکبات میں عربی و فارسی کے اشتراک سے بنی ہوئی تراکیب بھی بڑی تعداد میں شامل ہیں۔ مثلاً کتب خانہ، تربیت گاہ، حرف شناس، ترقی یافتہ، اعمال نامہ وغیرہ۔ اُردو قواعد (صرف و نحو) پر عربی قواعد کا گہرا اثر ہے۔ اسم، فعل، حرف، اقسامِ فعل، اسم کی اقسام، جملے کی اقسام اور نحوی ڈھانچہ غرض اُردو قواعد کا ایک معتدبہ حصہ عربی سے اُردو میں داخل ہوا۔

جیسا کہ گذشتہ سطور میں ذکر ہوا؛ اُردو میں عربی کا لسانی سرمایہ زیادہ تر فارسی کے توسط سے داخل ہوا۔ اَدبی سطح پر عربی نے اُردو پر اثرات فارسی کے توسط سے مرتب کیے۔ شاعری میں حمد، نعت، قصیدہ جیسی اصناف کا ابتدائی سراغ عربی ہی میں ملتا ہے۔ نثر میں الف لیلیٰ اور داستانِ امیر حمزہ جیسی داستانوں سے اُردو میں داستان نویسی کے لیے رہبر کا کام کیا۔ اُردو کے عروض شعری کا ڈھانچہ بھی عربی سے لیا گیا۔ ہمارے بعض شعرا نے ہندی پنگل کو اپنانے کی کوشش کی مگر بحیثیتِ مجموعی عربی عروض ہی اُردو شاعری میں مروج ہے۔

بہت سی تلمیحات عربی سے اُردو میں آئیں مثلاً اصحابِ کہف، اصحابِ فیل، یوسف زلیخا، حسین و یزید، قیس و لیلیٰ، حاتم طائی، یدِ بیضا وغیرہ۔ روز مرہ، محاورات اور ضرب الامثال کا بھی ایک قابلِ ذکر ذخیرہ عربی سے اُردو میں منتقل ہوا۔ مثلاً: ہذا من فضلِ ربی، الامان والحفیظ، امنا و صدقنا، صم بکم، ماشاء اللہ، لاحول ولا قوۃ، الحمد اللہ، فی امان اللہ، استغفر اللہ، بسم اللہ، ان شا اللہ، نعوذ باللہ، السلام علیکم، اللہ حافظ، واللہ اعلم باالصواب، نصر من اللہ و فتح قریب اور انا اللہ و انا الیہ راجعون، جیسی تراکیب اور جملے معمول کی گفتگو اور تحریر میں رائج ہیں۔ محاورات میں آنتوں کا قل ھواللہ پڑھنا، صلوتیں سنانا وغیرہ اور ضرب الامثال میں "افضل الاشغال خدمۃ الناس، ، الاحتیاج ام الاحتراع، الانسان مرکب من الخطاء والنسیان، المکتوب نصف الملاقات، خیر الامور اوسطھا، سید القوم خادمھم، لکل دائٍ دواء جیسی کہاوتیں اصل یا ترجمہ کی صورت میں موجود ہیں۔ اصطلاحات کے ضمن ہیں اردو میں عربی و فارسی کا وہی کردار ہے، جو لاطینی، یونانی کا انگریزی ہیں ہے۔ ہماری مذہبی، ادبی، جغرافیائی، تعلیمی، قانونی اور سائنسی اصطلاحات کا بڑا حصہ عربی و فارسی سے لیا گیا ہے

۔

ساخت اور مزاج کے اعتبار سے دو خود مختار زبانیں ہونے کے سبب اُردو اور عربی میں اختلافات بھی ہیں۔ عربی میں اُردو کی بہت ساری آوازیں نہیں، مثلاً :

فارسی صوتے: پ چ ژ گ

معکوس یا ہکاری صوتے: ٹ ڈ ڑ

ہائیہ آوازیں: بھ پھ تھ ٹھ وغیرہ۔

عرب ان صوتیوں کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اہلِ اُردو کے لیے ض غ ق کی ادائیگی مشکل ہے۔ مشابہ الصوت حروف کو بھی اہلِ اُردو تقریباً یکساں طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ واؤ مجہول، یائے مجہول، فتحہ خفیف، کسرۂ خفیف، ضمۂ خفیف کی ادائیگی عربوں کے لیے نامانوس ہے۔ اُردو میں عربی کا ذخیرۂ الفاظ دو طرح کا ہے۔ ایک عربی الاصل (مستعار) اور ثانیاً جس میں اُردو نے تحریف و تارید کر لی ہے، جنھیں دخیل الفاظ کہتے ہیں۔ اس طرح اُردو میں بہت سے عربی الفاظ کے تلفظ مثلاً: حَرَکت، خزَانہ، رِشوت، صَدَقہ، سَفارت اور معانی مثلاً: اجازت، جلسہ، حُلیہ، غریب، انجمن، قسمت، مذاق، ہجوم وغیرہ میں اختلاف ہے۔ بہت سے عربی الفاظ کی تنوین مثلاً محل، غم ("غم")، حد ("حد") جبکہ جن، حق، شک، حب، رد وغیرہ کی تشدید اردو میں حذف کر لی گئی ہے۔

قواعد میں بھی بہت سے عناصر اختلافی ہیں۔ مثلاً کتاب، کرسی، منزل، عربی میں مذکر ہیں اور اُردو میں مونث، اسی طرح مدرسہ، محکمہ، مقبرہ، عربی میں مونث اور اُردو میں مذکر ہیں۔ جسم کے اعضا مثلاً ہاتھ، پاؤں، کان وغیرہ عربی میں مونث ہیں جبکہ اُردو میں مذکر۔ عربی کے مرکبات میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔ مثلاً بیت المال، دارالحکومت، واجب الادا وغیرہ۔ اُردو میں صفت اسم سے پہلے آتی ہے جبکہ عربی میں اسم کے بعد مثلاً: رَجُلعقل (عقل مند آدمی)۔ عربی مونث کی صفت بھی مونث کی شکل میں ہو گی۔ مثلاً اِمرَاۃ جَمِیلَۃ (خوبصورت عورت) جبکہ اُردو میں ایسا نہیں۔

مرکبِ اضافی کی ترتیب بھی عربی میں مختلف ہے۔ مثلاً: کتاب "زید" (زید کی کتاب)۔ املا میں بھی اختلاف ہے۔

مثلاً تائے مدورہ تائے طویلہ میں بدل جاتی ہے۔ مثلاً صلاحیت (صلاحیۃ)، قدرت (قدرۃ) وغیرہ۔ عربی الفاظ کے آخر کا ہمزہ اُردو میں نہیں لکھا جاتا، مثلاً: ابتدا، بقا، ثنا، جزا، املا وغیرہ۔ تاخیر، تاکید، مامون، مانوس، مامور وغیرہ میں ہمزہ ظاہر نہیں کیا جاتا۔ تاہم ترکیب میں ہمزہ مستعمل ہے مثلاً ارتقائے حیات، دعائے خیر وغیرہ۔ البتہ ذائقہ، لائق، شائق جیسے الفاظ کا املا اُردو عربی میں یکساں ہے۔ عربی چونکہ مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ قرآن کریم ہر گھر میں پڑھا جاتا ہے اور ہر بچہ عربی سے مانوس ہے۔ اس لیے عربی کا اثر و نفوذ ہماری زبان و ادب میں مستقل موجود ہے۔ اردو میں مذہبی سرمایہ

عربی وفارسی سے کسی طرح کم نہیں۔ سکولوں میں عربی کا مضمون وسطانیہ میں شاملِ نصاب ہے۔ دینی مدارس عربی زبان کی ترویج واشاعت کے لیے مسلسل سرگرمِ عمل ہیں۔ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر عربی زبان وادب کے شعبے موجود ہیں۔

پاکستانیوں کی ایک کثیر تعداد عرب ممالک میں روزگار کی خاطر مقیم ہے۔ حج اور عمرہ کے زائرین میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ لوگ براہِ راست عربی زبان وثقافت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ سائنسی لحاظ سے نہ سہی، مذہبی اور معاشرتی اعتبار سے عربی زبان کے اثرات سے انکار ممکن نہیں۔

دوسری طرف عرب ممالک میں برِصغیر کے باشندوں سے میل جول کی وجہ سے عرب عوام کی عام بول چال میں اُردو کے کئی الفاظ سننے کو ملتے ہیں بلکہ اہلِ عرب اُردو کے چھوٹے موٹے جملے بھی روانی سے بولتے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے مستقبل میں بہت سے خالص اُردو الفاظ عربی میں دخیل الفاظ کی صورت اختیار کر لیں گے۔

عربی اور اردو کے لسانی روابط پر کتابیں بھی لکھی گئیں اور تحقیقی مقالات بھی؛ تاہم ابھی بہت سے گوشے تحقیق طلب ہیں۔ استفادے کے لیے ڈاکٹر احسان الحق[٢] اور ڈاکٹر رضوانہ معین[٣] کی تصانیف خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اُردو اور فارسی :

اُردو کو فارسی کی دخترِ زیبا کہا جاتا ہے۔ اُردو اِس وقت ایک مکمل زبان کے مقام پر فائز ہوئی، جب عربی، فارسی اور قدرے ترکی الفاظ باقاعدہ اس کا حصہ بنے۔ اسی آمیزش اور رنگِ خاص کی بنا پر اسے ریختہ اور بعد میں اُردو کا نام دیا گیا۔ اُردو نے فارسی پر یوں اثرات مرتب کیے جیسے فرانسیسی نے انگریزی پر اور عربی نے فارسی پر۔ مولانا محمد حسین آزاد کے بقول :

اُردو کا درخت اگرچہ سنسکرت اور بھاشا کی زمین میں اگا، فارسی ہندوستان کی سرکاری، تہذیبی اور علمی زبان رہی ہے۔ اس لیے اس نے برصغیر کی تہذیب وثقافت اور یہاں کی تمام زبانوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ عربی کا بھی کثیر سرمایہ فارسی کے ذریعے اُردو میں منتقل ہوا۔[٤]

اگر ہم تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو پندرھویں صدی سے بیسویں صدی تک فارسی نے اردو کی آبیاری کر کے اسے ایک متمول قد آور زبان بنا دیا۔ فارسی لہجوں کے الفاظ کی ایک کثیر تعداد جو ایرانی فارسی میں شاذ ہی ملتی ہے؛ اپنی اصلی یا خفیف ترمیمی حالت کے ساتھ اردو میں محفوظ ہو گئی ہے۔ مثلاً لہجہ بخارائی سے حویلی، الاؤ، ازاربند، سموسہ (اسما)، بے مزہ، تماشبین، قرض خواہ، سوداگر، فدائی (صفات)، پسند کرنا، تیار کرنا، یاد رکھنا، درکار ہونا (مصادر)۔ اس سے اہلِ خانہ، بے جا، کوفتہ (اسما)، بدزبانی کرنا، یاد کرنا، جلا دینا، داغ دیکھنا (مصادر)۔ لہجہ کرمانی سے نیفا، پرسا، دیگچہ، بھورا (اسما)، گلہ کرنا، ازبر کرنا، پتہ پانی ہونا (مصادر)، فارسی عامیانہ افغانستان سے اردلی، تپاک، درزی، ریگ مار (اسما) وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں:

اُردو ذخیرہ الفاظ کا تقریباً ٦٠ فی صد حصہ فارسی ہے۔اس میں فارسی اور اس کے ذریعے آنے والے عربی وفارسی کے دخیل الفاظ بھی ہیں۔۔۔الفاظ کے اخذ و قبول کا معاملہ زیادہ تر اسماوصفات تک محدود رہتا ہے لیکن اُردو نے فارسی اسماوصفات کے ساتھ ساتھ حروف وقیود (متعلقات فعل) بھی لے لیے ہیں۔لسانی تاریخ میں اخذ و قبول کی ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں[٥]۔

اردو نے تحریر کے لیے فارسی کے رسم الخط "نستعلیق" کو اپنایا جو عروس الخطوط ہونے کے ساتھ اپنے تمام پیش رو خطوط سے رواں، باکفایت اور آسان ہے۔یہ خصائص اس کی افادیت کو دوچند کر دیتے ہیں۔اُردو میں لسانی اور ادبی سطح پر فارسی سے کس قدر ااستفادہ کیا؟اس کے لیے لسانی سطح پر فرہنگ آصفیہ کا جائزہ ہی کافی ہے کہ اس کے کل ٥٤٠٠٩ الفاظ میں سے "٦٠٤١" الفاظ فارسی الاصل ہیں[٦]۔

کاروبارِ حکومت، نظم ونسق، دفاع، خورد ونوش، پھل اور میوہ جات، ملبوسات، آرائش وزیبائش، امراض اور ان کا علاج، اعضائے بدن، آداب و القاب، رسومات، عمارات، تعلیم وتدریس، معاشیات، معاشرت، فنونِ لطیفہ اور ادب وجمالیات غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں اردو نے فارسی سے استفادہ کیا ہے۔

مولانا محمد حسین آزاد نے آبِ حیات[٧]، مولوی عبدالحق نے اپنے مضمون "اردو میں دخیل الفاظ"[٨]، ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ نے اردو کی لسانی تشکیل[٩] میں فارسی کے اثرات کی بے شمار مثالیں پیش کی ہیں۔

فارسی اور اس کے توسط سے عربی الفاظ کا اُردو کے سرمائے میں گراں قدر اضافہ ہوا۔اس آمیزش وآویزش نے اُردو میں وسعت اور قوت وشوکت پیدا کی۔ مثلاً آبرو، آرزو، آبشار، آغوش، آئین، ارمان، استوار، اشک، افسوں، بے باک، برہنہ، پیکر، پستی، پیوند، تنگ دستی، جامہ وغیرہ جیسے بے شمار ایسے اہم الفاظ موجود ہیں، جن کے بغیر اُردو تحریر وگفتار کا تانا بانا بُنا ہی نہیں جاسکتا۔ تراکیب میں آتش مزاج، آرزومند، آلہ کار، آتش بیان، آزاد منش، بادِ صبا، بدقماش، بلند پایہ، بیش بہا، بے بہا، پاسداری، پری وَش، تشنہ لب، تن آسانی، تہی دست، چراغِ سحری، چشم وچراغ، دست درازی، دستِ راست، ریشہ دوانی، سیر چشم، سینہ فگار، لبِ بام، اُردو ادب کا زیور اور جزولازم ہیں۔

اُردو صرف ونحو پر فارسی اثرات اگرچہ زیادہ نہیں تاہم اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، حرفِ شرط، واؤ عاطفہ، حروفِ تمنا، نفی، تاکید وغیرہ نہ صرف فارسی سے لیے گئے بلکہ اسمِ فاعل، مفعول، ظرف، آلہ کی جمع وغیرہ کے قاعدے بھی فارسی وعربی سے لیے گئے ہیں۔ بے شمار مصادر کا اُردو میں ترجمہ کیا گیا۔ دونوں زبانوں میں افعال کے چھ صیغے ہیں۔لفظ سازی میں اُردو نے فارسی سے بہت استفادہ کیا۔سابقوں لاحقوں کی ایک دنیا آباد ہے۔ مقامی الفاظ کے ساتھ فارسی سابقوں لاحقوں سے اَن گنت مرکبات بنائے گئے۔ مثلاً گاڑی بان، پان دان، سمجھ دار، مرغی خانہ، پرچون فروش، دیوانہ پن، رہائش پذیر، کنبہ پروری، بے گھر، بے ہنگم، بے چین، ناسمجھ، ہم طبقہ، سرتوڑ وغیرہ۔اَن گنت فارسی تراکیب اور محاوروں کے لفظی ترجمے اُردو میں رائج ہیں جنھیں بلا تکلف استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً عرق عرق ہونا، دل خون ہونا، جان سے گزرنا، جامے سے باہر ہونا، حرف آنا، خوش آنا، گوش گزار کرنا وغیرہ۔

یک جان ودو قالب، یک سر وہزار سودا، دروغ گو حافظہ نہ باشد، ہر چہ باداباد، یک نہ شد دو شد، ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد۔ چشمِ ماروشن دلِ ماشاد، پیش از مرگ واویلا۔ خوی بدرا بہانہ بسیار، دیر آید درست آید جیسے مقولے اُردو میں رائج ہیں۔ ضرب الامثال دونوں صورتوں میں رائج ہیں۔ اول: وہ جن کا اصل متن فارسی میں ہے۔ مثلاً حکمِ حاکم مرگِ مفاجات، آب آمد تیمم برخاست، گذشتہ راصلوٰۃ آئندہ رااحتیاط، اول خویش بعد درویش، نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن، باادب بانصیب بے ادب بے نصیب، مالِ مفت دلِ بے رحم، من آنم کہ من دانم، من تراقاضی بگویم تومراحاجی بگو، ہمتِ مرداں مددِ خدا، چہ نسبت خاک رابہ عالم پاک؛ حتیٰ کہ فارسی نثر ونظم کے بعض مصرعے اور جملے اُردو میں ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں۔ مثلاً: آفتاب آمد دلیل آفتاب، ہنوز دلی دوراست، تاتریاق از عراق آورہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ دوم: ترجے کی صورت میں مثلاً بیکار سے بیگار بھلی، دور کے ڈھول سہانے، پانچوں انگلیاں برابر نہیں، چراغ تلے اندھیرا، نیکی کر دریامیں ڈال، رسی جل گئی پربل نہ گیا، احمد کی پگڑی محمود کے سرو غیرہ۔

ادبی لحاظ سے فارسی کے اُردو پر بہت احسانات ہیں۔ فارسی میں ادب کی طویل روایت اور عظیم الشان ذخیرہ تھا اور اُردو ادبا وشعرا نے اس خزینے سے بھرپور استفادہ کیا۔ فارسی کی عظیم روایت نے اُردو کو کئی نئی اصناف سے متعارف کرایا اور اُردو نثر ونظم نے اسالیب ومضامین کے ہر پہلو سے استفادہ کیا۔ اس سے کم سن اُردو زبان کو نئی جہت ملی اور دائرہ وسیع ہوا۔ نثر میں داستانیں، قصے کہانیاں، تاریخ نویسی، تذکرہ نویسی، رقعات نویسی، کتابوں کے مقدمے، پیش لفظ، تقریظیں، مکتوب نگاری، سرکاری اور عدالتی تحریریں وغیرہ جیسی اصناف فارسی سے مستعار ہیں۔

اردو شاعری فارسی شاعری سے بے حد متاثر ہے۔ دراصل اردو شاعری کا آغاز ہی فارسی شاعری کے ماحول میں ہوا۔ اردو کے اکثر ابتدائی شاعر فارسی کے بھی شاعر تھے۔ اس لیے لفظی اور معنوی دونوں سطحوں پر اُردو نے فارسی کا اتباع کیا۔ شکل وہیئت اور بحر وقافیہ کی اس قدر پابندی کی گئی کہ اردو شاعری کو فارسی شاعری کا وجودِ ظلّی کہا گیا۔ تمام شعری اصناف قصیدہ، غزل، مثنوی، مرثیہ، رباعی، قطعہ، ترکیب بند، ترجیع بند، مخمس، مسدس، مسمط، مستزاد، شہرِ آشوب وغیرہ فارسی سے لیں بلکہ ان تمام تمام اصناف میں اُردو شعرا نے فارسی شعرا کی پیروی کی۔

فارسی شاعری سے سارا عروض اُردو میں منتقل ہوا اور اس کی تمام بحریں برتی گئیں۔ علمِ بیان وبدیع کے تمام اسالیب فارسی سے مستعار ہیں۔ مضامین، طرزِ بیاں، تلمیحات، محاورات اور تمثیلات فارسی سے لی گئیں۔ اردو تنقید میں وہی پیمانے استعمال کیے گئے جو فارسی میں تھے۔ اصلاحِ زبان میں دیسی الفاظ کی جگہ عربی وفارسی کے فصیح وبلیغ الفاظ لائے گئے۔ فارسی شاعری کی اس قدر تقلید ہوئی کہ ایرانی جغرافیہ، تاریخی تلمیحات حتیٰ کہ فارسی زبان کا لب ولہجہ بھی اُردو میں داخل ہوا۔ بعض مقامی اور دیسی الفاظ کو عربی وفارسی کا چولہ پہنانے کی کوشش کی گئی۔

آریائی خاندان سے تعلق کی بنا پر فارسی اور اردو میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے؛ تاہم دونوں میں اختلافات بھی ہیں۔ مثلاً فارسی میں اُردو کی معکوسی اور ہائیہ آوازیں نہیں۔

بنیادی تینوں حرکات (زیر، زبر، پیش) میں تبدیلی دیکھنے میں آتی ہے۔ مثال کے طور پر زبر کے بجائے پیش: شُغل، مُدت، مسرت، مُعاش، وُسعت وغیرہ؛ زَبر کی بجائے زیر: عِجز، عِصمت، علاقہ، غذا، خِیانت، نِکہت، کنارہ، دَرِندہ؛ پیش کے بجائے زبر: فَرخندہ، مزدور، گواہ وغیرہ۔ زیر کے بجائے

زبر مثلاً دَرخت، فَریاد وغیرہ۔ فتحہ خفیف، کسرہ خفیف، اور ضمہ حفیف اُردو لہجے کی امتیازی خاصیت ہے۔ مثلاً محبوب، احترام، محترم۔ جدید فارسی میں واؤ مجہول، اور یائے مجہول کے بجائے واؤ معروف اور یائے معروف مستعمل ہیں، لیکن اُردو میں یہ دونوں صورتیں موجود ہیں۔ جدید فارسی میں نون غنہ کا رواج نہیں رہا لیکن اُردو میں اکثر فارسی کلمات کا تلفظ اخفائے نون (نون غنہ) سے کیا جاتا ہے۔ جدید فارسی میں ہمزہ کا وجود نہیں۔ فارسی میں مستعمل ہمزہ، "ی" کا متبادل ہے مثلاً آرائش، غائب، قائل کے بجائے بالترتیب آرایش، غایب، قایل لکھا جاتا ہے۔ مشدد "ی" کو بھی دوبار لکھا جاتا ہے، مثلاً تغیر اور تعین کے بجائے تغییر اور تعیین۔

فارسی الفاظ کے معنی میں بھی اُردو نے تصرف کیا ہے۔ مثلاً اندیشہ، چشمہ، مرغ، پاداش، بزرگ؛ بالترتیب خیال، مبدا، پرندہ، نیکی کی جزا، محترم؛ کے بجائے ڈر، عینک، مرغا، برائی کی سزا، بوڑھا کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

اُردو میں بہت سے مفرد الفاظ رائج ہیں جو عربی و فارسی سے اخذ کیے گیے ہیں۔ لیکن ان زبانوں میں اُردو ساخت کے انداز میں استعمال نہیں ہوتے مثلاً شکریہ، صدی، عدالت، پیشگی، قوالی، رہائش وغیرہ۔ کہیں تارید واضافہ سے نئے الفاظ بنا لیے گئے ہیں مثلاً اب سے ابا، چرغ سے چرخا، مرغ سے مرغا وغیرہ۔

اسی طرح عربی و فارسی کے اشتراک سے بہت سی ایسی تراکیب وضع کی گئی ہیں، جو ان زبانوں میں نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً آمد آمد، بے روزگار، اداکار، اسمِ گرامی، باغ و بہار، خط کتابت، خودداری، فوج داری، تخریب کاری، خوش فہمی، دستر خوان، خون خرابہ، سرتاج، سبق آموز، غیر حاضری، دیدہ زیب وغیرہ۔ بہت سی تراکیب میں فارسی کے ساتھ اُردو الفاظ کا پیوند لگایا گیا ہے اور وہ اُردو زبان وادب کا جزو لاینفک ہیں مثلاً دیوانہ پن، دل لگی، رہائش پذیر، چوکی دار، بے چین، بد چلن وغیرہ۔

قواعد میں بھی کچھ اختلافات ہیں۔ مثلاً فارسی میں تذکیر و تانیث کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس کے صیغے مذکر و مونث دونوں کے یکساں طور پر مستعمل ہیں جبکہ اُردو میں بے جان اشیا کے لیے بھی تذکیر و تانیث کا امتیاز برتا جاتا ہے۔ واحد سے جمع بنانے کا قاعدہ دونوں زبانوں میں مختلف ہے۔ مستعار فارسی الفاظ کی جمع بناتے وقت اُردو قواعد کی پابندی کی گئی۔ مثلاً درختوں، مردوں، شخصوں، دکانوں وغیرہ۔

فارسی مرکبات اضافی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔ مثلاً اربابِ فن، بزمِ سخن، لائقِ تحسین، میرِ مجلس، قابلِ داد وغیرہ۔ جبکہ اُردو میں ترتیب الٹ ہے۔ مثلاً مجلس کا امیر، شاعری کی محفل۔ فارسی مرکب توصیفی میں موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے مثلاً آبِ رواں، ذہنِ رسا، منظرِ عام، لیکن اُردو میں بہتا پانی، نکتہ چین ذہن، عام منظر مستعمل ہے۔ اگرچہ فارسی میں بھی مرکب توصیفی کی دوسری حالت اُردو سے مشابہ ہے۔ مثلاً نیک بخت، بلند پرواز، عالی ظرف، نازک مزاج، بلند ہمت وغیرہ۔

ایک زمانے میں فارسی ایران،افغانستان اور وسط ایشیا کی طرح برصغیر میں بھی تعلیم ،تہذیب اور اقتدار کی زبان تھی؛جس نے اردو سمیت یہاں کی دیگر زبانوں اور مقامی بولیوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ پاکستان کی تمام بڑی زبانوں مثلاً پنجابی،سندھی،پشتو اور بلوچی میں فارسی کا معتدبہ ذخیرۂ الفاظ موجود ہے(۱۰)۔

فارسی اور اردو کے لسانی روابط پر تفصیلی مطالعہ کے لیے ڈاکٹر محمد عطااللہ خان(۱۱) اور ڈاکٹر عصمت جاوید(۱۲) کی تحقیقی کتب بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

برِصغیر کی زبان وادب پر فارسی کے اثرات اور غلبے کی بڑی وجہ حکمران طبقے کا فارسی دان ہونا تھا۔تاہم برصغیر میں انگریزی اقتدار کے بعد فارسی اثر و نفوذ کی ما قبل کیفیت نہ رہی مگر آج بھی اردو پر فارسی کا اثر نمایاں ہے۔بوجوہ نئی نسل بتدریج فارسی سے بے گانہ ہوتی گئی۔مقامِ افسوس ہے کہ اب جامعات کے اردو اساتذہ کی قابل ذکر تعداد بھی فارسی سے نابلد ہے۔ماضی قریب میں سکولوں میں وسطانیہ میں فارسی کا مضمون لازمی تھا،جس سے طلبہ کو فارسی سے ابتدائی شدبد ہو جاتی تھی،لیکن جنرل ضیاالحق کے زمانے میں فارسی کے بجائے عربی کو وسطانیہ میں لازمی کر دیا گیا؛جس سے مطلوبہ نتائج بھی حاصل نہ ہوئے اور ہم فارسی تدریس سے بھی محروم ہو گئے۔اگرچہ کالج کی سطح پر فارسی کا مضمون شاملِ نصاب ہے،لیکن مارکیٹ میں کھپت نہ ہونے کی وجہ سے رغبت نہیں رہی۔دینی مدارس میں بھی فارسی تدریس کا رجحان نہیں رہا،صرف شیعہ مکاتبِ فکر کے مدارس میں فارسی پڑھائی جاتی ہے۔رسمی تعلیم میں جامعات کے فارسی شعبہ جات ہی فارسی کی بقا اور ترویج کی آخری امید ہیں؛البتہ بڑے شہروں میں "خانہ فرہنگ ایران" کی شاخیں فارسی زبان کی ترویج کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔

فارسی اور اردو کے صوتی نظام میں حد درجہ مناسبت ہے۔ فارسی کے تمام حروف اور آوازیں اردو میں موجود ہیں۔دونوں زبانوں کے تاریخی، تہذیبی،سیاسی اور ادبی روابط کی بنا پر اہلِ اردو بہت آسانی سے فارسی زبان سیکھ سکتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایران و پاکستان کے درمیان معاشی اور تجارتی روابط کو مزید مستحکم کیا جائے۔ہمسایہ ممالک ہونے کی وجہ سے اس کے وسیع امکانات ہیں۔معاشی اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے نہ صرف فارسی اردو میں قربت بڑھے گی بلکہ دونوں برادر اسلامی ممالک کے درمیان محبت واخوت کا رشتہ بھی مضبوط ہوگا۔

اُردو اور ترکی :

اُردو میں ترکی کی الفاظ کی تعداد نسبتاً کم ہے تاہم،عربی و فارسی کے بعد جس بیرونی زبان کے اُردو پر سب سے زیادہ اثرات مرتسم ہوئے وہ ترکی ہے۔خود لفظ اُردو ترکی زبان سے ماخوز ہے،جس کا معنٰی فوج یا لشکر گاہ ہے۔ترکی میں عسکری تربیت کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر شہر میں اردو بازار یا اردوایو(ایو بمعنی گھر) کثرت سے ملتے ہیں۔ترکی میں لوگ عمومی طور پر اردو زبان کو اردی (غالباً فوج سے ممتاز کرنے کے لیے) کہتے ہیں۔اگرچہ برصغیر کے اکثر حکمران ترک النسل تھے۔جن کی مادری زبان ترکی تھی۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اُردو پر ترکی زبان کے اثرات زیادہ نہ پڑ سکے۔اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ فارسی ہی

International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

دربار اور علم وحکمت کی زبان تھی۔ان حکمرانوں نے دانستہ طور پر ترکی کو مسلط کرنے کی کوشش بھی نہیں اور ایک علمی لحاظ سے ترقی یافتہ اور مہذب زبان پر اپنی مادری زبان کو ترجیح نہیں دی۔ یہ بات ان حکمرانوں کے غیر متعصبانہ رویے اور وسعت نظری کی غماز ہے۔

اُردو میں ترکی الفاظ زیادہ تر فوج واسلحہ، ملبوسات، خوردونوش اور سماجی القاب سے متعلق ہیں مثلاً توپ، ایلچی، چاقو، یلغار، یورش، سپاہ، نقارہ، تمغہ، قاب، چمچہ، باورچی، قورمہ، قیمہ، قاش، خاتون، خان، خانم، بیگ، بیگم، بی بی، آغا، بابا، سوغات، کمک، سراغ، وغیرہ[۱۳]۔

استنبول یونیورسٹی کے شعبہ ادبیات کے پروفیسر ڈاکٹر درمش بُلگر(Durmus Bulgur) کے مطابق "اُردو زبان میں ترکی کے لگ بھگ تین ہزار الفاظ اپنے اصل معانی کے ساتھ شامل ہیں[۱٤]۔"

مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے "اُردو اور ترکی کے مشترک الفاظ" کے عنوان سے پردل خٹک صاحب کی کتاب شائع کی ہے۔ جس میں ۲۶۰۸ الفاظ ہیں۔ اگرچہ اُردو اور ترکی میں کم وبیش تین ہزار الفاظ مشترک ہیں تاہم بہت سے الفاظ میں صوتی و معنوی اختلاف بھی ہے مثلاً حضور: سکون، دائرہ: دفتر، وقت: توجہ، کار: برف، ظرف: لفافہ، محبت: مصیبت، واہ: بہت برا، وغیرہ۔

پردل خٹک نے اپنی تصنیف[۱۵] اور ڈاکٹر انوار احمد[۱٦] اور سلیمان زارع[۱۷]، María اور Isabel Maldonado García

Mustafa Yapici[۱۸] نے اپنے مضمون میں اس موضوع پر قدرے تفصیل سے بات کی ہے۔ ترکی کی اکتسابی کتب میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار حسین کی تصنیف نہایت مفید ہے[۱۹]۔ اردو ترکی لسانی روابط کے اعتبار سے ڈاکٹر امتیاز احمد کا پی ایچ ڈی کا مقالہ نہایت اہم دستاویز ہے[۲۰]۔اردو ترکی لغات میں "ترکی اردو لغت" از محمد صابر[۲۱]، "ترکی اُردو لغت" مرتبہ ظفر حسن ایبک[۲۲] "اردو ترکی لغت مرتبہ عابدہ حنیف[۲۳]، "اردو ترکی لغت مرتبہ احمد بختیار اشرف، ڈاکٹر جلال صوئیدان[۲٤]" اور Urdu Türkçe – Türkçe Urdu از احمد بیمتیات، جلال صوئیدان اہم ہیں(۲۵)۔

جیسا کہ سطورِ بالا سے واضح ہے کہ ترکی نے اردو پر عربی اور فارسی جیسے گہرے اثرات مرتب نہیں کیے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کی ترکی سے قلبی اور روحانی نسبت کمزور ہو گئی۔ مصطفی کمال پاشی کے دور میں ترکی زبان کا عربی رسم الخط ختم کر کے رومن رسم الخط رائج کر دیا گیا، جس نے دونوں زبانوں میں فاصلوں کو مزید بڑھا دیا۔ حال میں ترکی اور پاکستان کے تعلقات میں قربت آئی ہے، جس کی وجہ سے پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد سیر وسیاحت اور معاشی سرگرمیوں کے لیے ترکی کا رخ کر رہی ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ترک طلبہ کی ایک قلیل تعداد گاہے گاہے اردو سیکھنے پاکستان (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) آتی ہے تاہم ان وفود کا دورانیہ بھی بہت کم ہے اور تسلسل اور باقاعدگی بھی نہیں۔ حال میں "یونس ایمرے انسٹیوٹ" لاہور، اسلام آباد اور پشاور میں اپنے مراکز قائم کر رہا ہے، جہاں ترکی زبان کی تدریس ہو گی۔ اگرچہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز میں ترکی بان سکھائی جاتی ہے، لیکن اس کا دائرہ محدود ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلے کو مزید وسعت اور استحکام دیا جائے۔زبان کا یہ ربط و تعلق مستقبل میں CPEC جیسے منصوبے کے لیے بہت مفید ثابت ہو گا۔

حوالہ جات:

١۔سید احمد دہلوی، مقدمہ فرہنگِ آصفیہ (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ١٩٨٧ء)

٢۔احسان الحق، ڈاکٹر، اردو عربی کے لسانی رشتے (کراچی: قرطاس، ٢٠٠٥ء)

٣۔رضوانہ معین، ڈاکٹر، اردو پر عربی کے لسانی اثرات (حیدر آباد (آندھرا پردیش): ١٩٩٨ء)

٤۔محمد حسین آزاد، آبِ حیات (لاہور: خزینہ علم و ادب، ٢٠٠١ء) ص ٨٦

٥۔محمد صدیق خان شبلی، ڈاکٹر، اُردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ٢٠٠٤ء) ص ٢٣۔٢٤

٦۔سید احمد دہلوی، مقدمہ فرہنگِ آصفیہ (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ١٩٨٧ء)

٧۔محمد حسین آزاد، آبِ حیات، خزینہ علم و ادب (لاہور: اُردو بازار، ٢٠٠١ء) ص ٣٣۔٣٤

٨۔مولوی عبد الحق، اردو میں دخیل الفاظ (کراچی: رسالہ اردو، جولائی ١٩٤٩ء)

٩۔خلیل احمد بیگ، ڈاکٹر، اُردو کی لسانی تشکیل، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ١٩٩٠ء) ص ١٧٩۔١٨٠

١٠۔تفصیل کے لیے دیکھیے: پاکستان کی علاقائی زبانوں پر فارسی کا اثر (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان)

١١۔محمد عطااللہ خان، ڈاکٹر، اردو اور فارسی کے لسانی روابط (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ٢٠١٧ء)

١٢۔عصمت جاوید، ڈاکٹر، اردو پر فارسی کے لسانی اثرات (تصرف کے آئینے میں) (اورنگ آباد (مہاراشٹر): ١٩٨٧ء)

١٣۔مرزا خلیل بیگ، ڈاکٹر، اُردو کی لسانی تشکیل (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ١٩٩٠ء) ص ١٨١

١٤۔ایس۔ایم معین قریشی، ڈاکٹر، ترکی میں اردو، قومی زبان (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، نومبر ٢٠٠٩ء) ص ٥٧

١٥۔پردل خٹک، اُردو اور ترکی کے مشترک الفاظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ١٩٨٧ء) ص ٥

١٦۔انوار احمد، ڈاکٹر، اردو ترکی مشترک الفاظ کے امتیازات (اسلام آباد: اخبار اردو، مقتدرہ قومی زبان، مئی ٢٠٠٠ء)

۱۷۔ سلیمان زارع، اردو اور ترکی زبان کا تقابلی مطالعہ (نئی دہلی: اردو ریسرچ جرنل، شمارہ ۱۱، جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۷ء) ص ۶۵۔۷۴

Language: A Case of Historical Common Vocabulary in Urdu and Turkish ۱۸
Onomasiology (http://pu.edu.pk/images/journal/studies/PDF-FILES/Artical-10_v15_no1.pdf)

۱۹۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، اوزون زینب، ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۰ء)

۲۰۔ امتیاز احمد، ترکی اور اردو کے لسانی روابط (مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی) (پشاور: قرطبہ یونیورسٹی)

۲۱۔ محمد صابر، ترکی اردو لغت (کراچی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۶۸ء)

۲۲۔ ظفر حسن ایبک، ترکی اُردو لغت (اسلام آباد: وزارت تعلیم، ۱۹۸۹ء)

23۔ اردو ترکی لغت مرتبہ عابدہ حنیف (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۴ء)

24۔ اردو ترکی لغت مرتبہ احمد بختیار اشرف، ڈاکٹر جلال صوئیدان (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء)

ASRAF, Ahmet Bahtiyar; SOYDAN Celal, Urdu Türkçe – Türkçe Urdu Sözlük(Ankara:Türk Dil Kurumu, 2012)

کتابیات:

سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۷ء)

احسان الحق، ڈاکٹر، اردو عربی کے لسانی رشتے (کراچی: قرطاس، ۲۰۰۵ء)

رضوانہ معین، ڈاکٹر، اردو پر عربی کے لسانی اثرات (حیدر آباد (آندھرا پردیش): ۱۹۹۸ء)

محمد صدیق خان شبلی، ڈاکٹر، اُردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۴ء)

محمد حسین آزاد، آبِ حیات، خزینہ علم وادب (لاہور: اُردو بازار، ۲۰۰۱ء)

مولوی عبدالحق، اردو میں دخیل الفاظ (کراچی: رسالہ اردو، جولائی ۱۹۴۹ء)

پاکستان کی علاقائی زبانوں پر فارسی کا اثر (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان)

محمد عطااللہ خان،ڈاکٹر،اردو اور فارسی کے لسانی روابط (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان،۲۰17ء)

عصمت جاوید،ڈاکٹر،اردو پر فارسی کے لسانی اثرات (تصرف کے آئینے میں)(اورنگ آباد (مہاراشٹر): ۱۹۸۷ء)

مرزا خلیل بیگ،ڈاکٹر،اُردو کی لسانی تشکیل،ایجوکیشنل بک ہاؤس (علی گڑھ: ۱۹۹۰ء)

ایس۔ایم معین قریشی،ڈاکٹر،ترکی میں اردو،قومی زبان (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان،نومبر ۲۰۰۹ء)

پردل خٹک،اُردو اور ترکی کے مشترک الفاظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۷ء)ص ۵

انوار احمد،ڈاکٹر،اردو ترکی مشترک الفاظ کے امتیازات (اسلام آباد: اخبار اردو،مقتدرہ قومی زبان،مئی ۲۰۰۰ء)

سلیمان زارع،اردو اور ترکی زبان کا تقابلی مطالعہ (نئی دہلی: اردو ریسرچ جنرل،شمارہ ۱۱،جولائی۔ستمبر ۲۰۱۷ء)

María Isabel Maldonado García&Mustafa Yapici, Common Vocabulary in Urdu and TurkishLanguage: A Case of Historical Onomasiology
(http://pu.edu.pk/images/journal/studies/PDF-FILES/Artical-10_v15_no1.pdf)

غلام حسین ذوالفقار،ڈاکٹر،اوزون زینب،ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۰ء)

امتیاز احمد،ترکی اور اردو کے لسانی روابط (مقالہ پی۔ایچ۔ڈی)(پشاور: قرطبہ یونیورسٹی)

محمد صابر،ترکی اردو لغت (کراچی: ترقی اردو بورڈ،۱۹۶۸ء)

ظفر حسن ایبک،ترکی اُردو لغت (اسلام آباد: وزارت تعلیم،۱۹۸۹ء)

عابدہ حنیف,اردو ترکی لغت (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰٤ء)

احمد بختیار اشرف،ڈاکٹر جلال صوئیدان,اردو ترکی لغت (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۸ء)

ASRAF, Ahmet Bahtiyar; SOYDAN Celal, Urdu Türkçe – Türkçe Urdu Sözlük (Ankara:Türk Dil Kurumu, 2012)۔

Bibliography

Syed Ahmad Dehlavi, Farhang-i Asafia (New Delhi: Development Urdu Bureau, 1987)

Ehsan-ul-Haq, Dr., Linguistic Relationships of Urdu-Arabic (Karachi: Qartas, 2005)

Rizwana Moin, Ph.D., Linguistic Effects of Arabic on Urdu (Hyderabad (Andhra Pradesh): 1998)

Muhammad Hussain Azad, Ab-e-Hayat (Lahore: Khazina Alam Wadb, 2001)

Muhammad Siddique Khan Shibli, Dr., The Contribution of Persian in the Formation of Urdu (Islamabad: Moqtadira Qaumi Zaban, 2004)

Maulvi Abdul Haq, Borrowed Words in Urdu (Karachi: Risalah Urdu, July 1949)

The Influence of Persian on the Regional Languages of Pakistan

Muhammad Ataullah Khan, Linguistic Relations of Urdu and Persian (PhD Dissertation) (Karachi: University of Karachi, 2002)

Ismat Javed, Dr., Linguistic Effects of Persian on Urdu (In the Mirror of Possession) (Aurangabad (Maharashtra): 1987)

Mirza Khalil Baig, Dr., Linguistic Formation of Urdu, Educational Book House (Aligarh: 1990)

S. M. Moin Qureshi, Urdu in Turkey, Qaumi Zaban (Karachi: Anjuman Traqqi e Urdu Pakistan, November 2009)

Purdil Khattak, common words of Urdu and Turkish (Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, 1987)

Anwar Ahmad, Dr., Differences of Urdu-Turkish Common Words (Islamabad: Akhbar Urdu, Muqtadira Qaumi Zaban, May 2000)

Sulaiman Zare, A Comparative Study of Urdu and Turkish Language (New Delhi: Urdu Research General, No. 11, July-September 2017)

María Isabel Maldonado García & Mustafa Yapici, Common Vocabulary in Urdu and Turkish Language: A Case of Historical Onomasiology

(http://pu.edu.pk/images/journal/studies/PDF-FILES/Article-10_v15_no1.pdf)

Ghulam Hussain Zulfiqar, Dr., Ozon Zainab, Learn Urdu Through Turkey (Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, 1990)

Imtiaz Ahmad, Linguistic links between Turkish and Urdu (Ph.D. Dissertation) (Peshawar: Qurtuba University)

Muhammad Sabir, Turkish Urdu Dictionary (Karachi: Tarqqi- e- Urdu Board, 1968)

Zafar Hassan Aybak, Turkish-Urdu Dictionary (Islamabad: Ministry of Education, 1989)

Urdu Turkish Dictionary by Abida Hanif (Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, 2004)

Urdu-Turkish dictionary by Ahmad Bakhtiar Ashraf, Dr. Jalal Sweidan (Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, 2008)

ASRAF, Ahmet Bahtiyar; SOYDAN Celal, Urdu Türkçe – Türkçe Urdu Sözlük (Ankara: Türk Dil Kurumu, 2012)